پارہ ۱ سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ○

''سب تعریفیں اللہ کے لیے جو مرتبۂ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا۔ بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا۔ مالک ہے روز جزاء کا۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھے راستے پر۔ راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا''۔

امام عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت اسود سے سورۂ فاتحہ کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ قرآن مجید کا حصہ ہے؟ اسود نے فرمایا: ہاں۔

امام عبد بن حمید اور محمد بن نصر المروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اور ابن الانباری نے المصاحف میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فاتحۃ الکتاب اور معوذتین، اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَعْبُدُ، اَللّٰهُمَّ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ لکھتے تھے۔ لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان چیزوں سے کچھ بھی نہ لکھتے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فاتحۃ الکتاب اور معوذتین لکھے تھے۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا عبد اللہ قرآن حکیم میں فاتحۃ الکتاب نہیں لکھتے تھے اور فرماتے اگر میں اسے لکھتا تو سب سے پہلے لکھتا۔

امام الواحدی نے اسباب النزول میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب مکہ میں عرش کے نیچے والے خزانہ سے نازل کی گئی ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابونعیم نے (دلائل النبوۃ میں) واحدی اور ثعلبی نے ابومیسرہ عمرو بن شرجیل سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ میں جب اکیلا ہوتا ہوں تو میں کوئی آواز سنتا ہوں، قسم بخدا مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اہم حادثہ واقع ہونے والا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ

1۔ اسباب النزول صفحہ: 11 مطبوعہ بیروت

آپ کو کسی پریشانی اور مصیبت میں گرفتار نہیں کرے گا اللہ کی قسم آپ امانت دار ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچی بات کرتے ہیں۔ پھر جب ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ نبی کریم ﷺ گھر پر تشریف فرما نہ تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور ﷺ کی (گزشتہ) گفتگو کا ذکر کیا اور کہا کہ تم محمد ﷺ کے ساتھ ورقہ کے پاس جاؤ، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا ہمارے ساتھ ورقہ کے پاس چلو، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا (ابو بکر!) تجھے یہ ساری باتیں کس نے بتائی ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بتائی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں ورقہ کے پاس گئے اور سارا ماجرا بیان کیا، فرمایا جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو پیچھے سے یا محمد یا محمد کی آواز سنتا ہوں میں یہ سن کر اس جگہ سے بھاگ آتا ہوں۔ ورقہ نے کہا آئندہ جب تیرے پیچھے سے آواز آئے تو بھاگنا نہیں ٹھہرے رہنا حتیٰ کہ اس کی باتیں سننا پھر میرے پاس آکر مجھے بتانا۔ پس جب آپ تنہا ہوئے تو یہ ندا آئی اے محمد ﷺ کہو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ حتی کہ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ تک پڑھا۔ کہا بلکہ کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پس رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ورقہ کے پاس آئے اور سب کچھ بتایا۔ ورقہ نے رسول اللہ ﷺ کو کہا بشارت ہو، بشارت ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ ذات ہیں جن کی (آمد) کی بشارت ابن مریم نے دی تھی اور آپ کے پاس موسیٰ علیہ السلام والا فرشتہ آیا ہے اور آپ بھیجے ہوئے نبی ہیں (1)۔

امام ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن اسحٰق کے طریق سے بنی سلمہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ جب بنی سلمہ کے جوان مسلمان ہوئے اور عمرو بن الجموح کے بیٹے نے بھی اسلام قبول کر لیا تو عمرو بن جموح کی بیوی نے اسے کہا کیا تم نے سنا ہے جو آپ کا بیٹا اس شخص سے روایت کرتا ہے؟ عمرو نے کہا بیٹا تو نے اس شخص سے کیا بات سنی ہے؟ بیٹے نے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ تک پڑھا، عمرو کہنے لگا کتنا خوبصورت اور حسین کلام ہے۔ کیا اس کا تمام کلام اسی طرح ہے؟ بیٹے نے کہا اے والد محترم! اس سے بھی خوبصورت کلام فرماتا ہے۔ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے (2)۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابو سعید بن الاعرابی نے اپنی معجم میں اور طبرانی نے الاوسط میں مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابلیس نے چیخ ماری جب فاتحۃ الکتاب نازل ہوئی تھی اور یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی تھی۔

وکیع اور فریابی نے اپنی اپنی تفسیر میں، ابو عبد اللہ نے فضائل القرآن میں، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے اپنی اپنی تفسیر میں ابو بکر ابن الانباری نے کتاب المصاحف میں ابو الشیخ نے العظمۃ میں، ابو نعیم نے الحلیۃ میں مجاہد کے طریق سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب مدینہ میں نازل ہوئی (3)۔ وکیع نے اپنی تفسیر میں مجاہد سے

1۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، جلد 2، صفحہ 158، مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ، حلب بیروت۔ 2۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 413

3۔ فضائل القرآن از ابو عبید، صفحہ 367، مطبوعہ دار المحاسن القاہرہ۔

روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی، ابوبکر بن الانباری نے المصاحف میں قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب مکہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن الضریس نے فضائل قرآن میں ایوب سے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ام القرآن کہنا مکروہ ہے۔ وہ فرماتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ (الرعد) لیکن فاتحۃ الکتاب کہنا چاہیے۔

امام دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس روایت کو انہوں نے صحیح بھی کہا ہے اور البیہقی نے السنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم اَلْحَمْدُ پڑھو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو۔ یہ (سورۃ) ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس کی آیتوں میں سے ایک ہے (2)۔

امام بخاری نے اور دارمی نے اپنی مسند میں، ابوداؤد، ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی مردویہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (سورۃ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے (3)۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ام القرآن ہی ام القرآن ہے۔ یہ فاتحۃ الکتاب ہے، یہ سبع مثانی ہے، یہ قرآن عظیم ہے (4)۔ الثعلبی نے عبدالجبار بن العلاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفیان بن عیینہ فاتحۃ الکتاب کو وافیہ کہا کرتے تھے۔ الثعلبی نے عفیف بن سالم سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر سے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا تو الکافیہ کے متعلق پوچھ رہا ہے؟ میں نے کہا الکافیہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا الفاتحہ۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ اپنے ماسوا کی کفایت کرتی ہے لیکن اس کا ماسوا اس کی کفایت نہیں کرتا۔ الثعلبی نے الشعبی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے پسلی میں درد کی شکایت کی تو شعبی نے فرمایا تو اساس القران پڑھ! اس نے پوچھا اساس القرآن کیا ہے؟ فرمایا فاتحۃ الکتاب۔ دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں صحیح سند کے ساتھ عبد خیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سبع مثانی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ حضرت علی سے کہا گیا یہ تو چھ آیات ہیں حضرت علی نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایک آیت ہے (5)، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سات آیتیں ہیں۔ بسم اللہ ...... ان میں سے ایک آیت ہے، یہ سبع مثانی، قرآن عظیم ہے اور یہ ام القرآن ہے اور یہ فاتحۃ الکتاب ہے (6)۔

1۔ سنن ابی داؤد، جلد 1، صفحہ 205 مطبوعہ وزارت تعلیم پاکستان
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 312، مطبوعہ دارالمحاسن القاہرہ
3۔ شرح سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 371 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
4۔ تفسیر طبری، جلد 1 صفحہ 55، مطبوعہ، بیروت
5۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 313
6۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 436، مطبوعہ، بیروت

امام دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ امامت کراتے وقت جب قرأت شروع فرماتے تو بسم اللہ سے شروع فرماتے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں بسم اللہ، اللہ کی کتاب کی آیت ہے اگر چاہو تو فاتحۃ الکتاب پڑھ لو، یہ ساتویں آیت ہے (1)۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ تلاوت فرمائی اور فرمایا اے ام سلمہ یہ سات (آیات) ہیں۔ احمد، بخاری، دارمی، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی نے ابوسعید بن المعلی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے نبی کریم ﷺ نے بلایا۔ میں نے (نماز کی حالت میں) آپ کو جواب نہ دیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (الانفال: 24) پھر فرمایا میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت کے متعلق بتاؤں گا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد کے دروازہ سے نکلنے والے تھے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی عظیم ترین سورت بتاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

امام ابوعبید، احمد، ترمذی، دارمی، نسائی، ابن خزیمہ، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور ابوذر الہروی نے فضائل قرآن میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعب کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا اے ابی! حضرت ابی متوجہ ہوئے لیکن آپ ﷺ کو جواب نہ دیا۔ حضرت ابی نے نماز مختصر فرمائی اور نبی کریم ﷺ نے پوچھا ابی! جب میں نے تجھے بلایا تھا تو تو نے جواب کیوں نہ دیا، حضرت ابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نماز پڑھ رہا تھا کیا تم نے اس کلام میں یہ نہیں پڑھا جو میری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال: 24)؟ حضرت ابی نے عرض کی کیوں نہیں! ان شاء اللہ پھر کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ میں تجھے ایسی سورت بتاؤں جس کی مثال نہ توراۃ میں ہے، نہ انجیل میں ہے، نہ زبور میں ہے اور نہ فرقان میں ہے؟ حضرت ابی نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نماز میں کیسے پڑھتا ہے؟ ابی نے ام القرآن پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس سورت کی مثل نہ تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ فرقان میں، یہ سبع من مثانی ہے یا فرمایا سبع مثانی ہے اور یہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے (اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے) (2)۔

امام دارمی، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن قرار دیا ہے) نسائی، عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد المسند میں، ابن الضریس نے فضائل القرآن میں، ابن جریر، ابن خزیمہ اور حاکم نے العلاء عن ابیہ عن ابی ہریرہ عن ابی بن کعب کے سلسلہ سے

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 306
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 45-744، رقم الحدیث 51-2048 مطبوعہ ریاض

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام القرآن کی مثل نہ تورات میں کوئی سورت اتری ہے اور نہ انجیل، میں نہ زبور میں اور نہ فرقان میں۔ یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے اور میرے بندے کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے سوال کیا (1)۔ امام مسلم، نسائی، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس جبریل امین بھی تھے آسمان کے اوپر سے کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی تو جبرائیل نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا اے محمد ﷺ یہ وہ فرشتہ ہے جو اترا ہے، اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا۔ فرمایا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، سلام نیاز پیش کیا اور پھر کہا ان دو نوروں کی مبارک ہو جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے۔ ا۔ فاتحۃ الکتاب۔ ۲۔ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات آپ دونوں میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کیا جائے گا (2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ ابو زید سے روایت کیا ہے اور یہ صحابی فرماتے ہیں میں مدینہ کے ایک راستہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں ام القرآن پڑھتے ہوئے سنا نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے، غور سے اس کی تلاوت سنتے رہے حتیٰ کہ اس نے سورت ختم کر لی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین میں اس سورت کی مثال موجود نہیں ہے (3)۔

امام ابو عبیدہ، احمد، بخاری، مسلم اور ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول ﷺ نے ایک جنگی مہم میں تیس شہسواروں کے ساتھ بھیجا ہم ایک عرب قبیلہ کے پاس اترے، ہم نے ان سے مہمان نوازی کا تقاضا کیا تو انہوں نے انکار کر دیا ان کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا وہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ تمہارے درمیان کوئی بچھو کا دم کرنے والا ہے؟ ابو سعید فرماتے ہیں میں نے کہا ہاں میں (دم کرتا ہوں) لیکن میں دم نہیں کروں گا جب تک کہ تم ہمیں کچھ (نذرانہ) نہ دو گے انہوں نے کہا ہم تمہیں تیس بکریاں دیں گے۔ ابو سعید فرماتے ہیں میں نے اس پر الحمد شریف سات مرتبہ پڑھی تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ جب ہم نے بکریوں پر قبضہ کر لیا تو ہمارے دلوں میں ان بکریوں کے حلال ہونے کے متعلق شبہ پیدا ہوا۔ ہم ان کے کھانے سے رک گئے حتیٰ کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ سارا ماجرا سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے معلوم تھا یہ دم ہے ان بکریوں کو تقسیم کرو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو (4)۔

امام احمد، بخاری اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے جس میں بچھو کا ڈسا ہوا یا سانپ کا ڈسا ہوا تھا اس قبیلہ کا ایک فرد صحابہ کرام کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے ہمارے قبیلہ میں ایک شخص ہے جسے بچھو نے کاٹا ہے یا سانپ نے کاٹا ہے۔ صحابہ

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11 صفحہ 205، رقم الحدیث: 3125، مطبوعہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1 صفحہ 271، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ المعجم الاوسط، جلد 3، صفحہ 413 رقم الحدیث: 2887، مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض
4۔ سنن ابی ماجہ، جلد 3، صفحہ 13 رقم الحدیث 156 ...

کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ گیا اور بکریوں کا نذرانہ وصول کرنے کی شرط پر سورۂ فاتحہ پڑھی۔ پس وہ شخص ٹھیک ہو گیا۔ وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس نذرانہ کو ناپسند کیا اور کہا تم نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ حتیٰ کہ وہ مدینہ طیبہ پہنچے تو عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! فلاں شخص نے اللہ کی کتاب پر اجر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں جید سند کے ساتھ عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کیا میں تجھے اس سورت کے متعلق نہ بتاؤں جو قرآن میں سب سے آخر میں نازل ہوئی؟ میں نے کہا یا رسول اللہ بتائیے۔ فرمایا فاتحۃ الکتاب۔ میرا خیال ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس سورت میں ہر بیماری سے شفا ہے(1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور دار قطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سورۂ فاتحہ کے ساتھ دم پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری (2)۔

امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب زہر سے شفاء ہے(3)۔

امام ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں ایک دوسرے طریق سے حضرات ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے۔ دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ثقہ رجال کی سند سے عبد الملک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب ہر مرض سے شفاء ہے(4)۔ ثعلبی نے معاویہ بن صالح عن ابی سلیمان کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کسی غزوہ میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کو سر درد کی تکلیف تھی۔ کسی صحابی نے اس کے کان میں ام القرآن پڑھی تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ام القرآن ہے اور یہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

امام احمد، ابو داؤد، نسائی اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ اور حاکم نے (اور انہوں نے اس کو صحیح بھی قرار دیا ہے) اور بیہقی نے دلائل میں خارجہ بن تمیمی سے اور انہوں نے اپنے چچا سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے پھر جب حاضری دیکر واپس آرہے تھے تو ایک قوم کے پاس سے گزرے جن میں ایک پاگل شخص تھا جو لوہے کے سنگلوں سے باندھا ہوا تھا۔ اس مجنون شخص کے گھر والوں نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی اس مریض کا علاج ہے۔ بے شک تمہارا ساتھی (نبی کریم ﷺ) خیر لایا ہے حضرت خارجہ کے چچا فرماتے ہیں میں نے اس مجنوں پر فاتحۃ الکتاب تین دن پڑھی۔ ہر روز دو مرتبہ صبح و شام اپنی تھوک جمع کر کے اس پر تھوک دیتا تھا۔ پس وہ مجنون ٹھیک ہو گیا۔ انہوں نے مجھے سو بکریاں پیش کیں۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سارا واقعہ سنایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کھاؤ اور جو باطل دم کے ساتھ

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 450، رقم الحدیث: 2367 مطبوعہ، بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 20 صفحہ 113، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 2 صفحہ 450، رقم الحدیث: 2368 مطبوعہ، بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2 صفحہ 450، رقم الحدیث 2370

کھاتا ہے (اس کے لیے جائز نہیں) تو نے تو حق کے دم کے ساتھ کھایا ہے (1)۔ بزار نے اپنی مسند میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو اپنا پہلو بستر پر رکھے اور فاتحۃ الکتاب، اور قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے تو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں ہوگا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ام القرآن اور قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے قرآن کا تیسرا حصہ تلاوت کرلیا (2)۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور الفریابی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فاتحۃ الکتاب قرآن کا تیسرا حصہ ہے۔ امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب قرآن کا 2/3 حصہ ہے۔

حاکم نے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے اور ابوذر الہروی نے فضائل میں بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ اترے۔ پس آپ ﷺ کے ساتھ ایک صحابی چل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تجھے قرآن کا افضل ترین حصہ نہ بتاؤں تو آپ ﷺ نے اس پر سورۂ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ تلاوت فرمائی (3)۔

ابن الضریس نے فضائل القرآن میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر احسانات فرمائے ہیں ان میں مجھے یہ بھی عطا فرمایا کہ (اے محبوب) میں نے تجھے فاتحۃ الکتاب عطا فرمائی ہے۔ یہ میرے عرش کے خزانوں میں ہے پھر میں نے اسے اپنے اور تیرے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے (4)۔ اسحٰق بن راہوایہ نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے فاتحۃ الکتاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ سورت عرش کے نیچے کے خزانہ سے نازل کی گئی ہے۔ حاکم نے روایت کیا ہے اور اس نے اسے صحیح بھی کہا ہے اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں ابوذر الہروی نے فضائل میں، بیہقی نے شعب میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۂ بقرہ مجھے ذکر اول سے عطا کی گئی اور فاتحۃ الکتاب اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے سے عطا کی گئی اور المفصل نافلہ ہے (5)۔

امام دیلمی نے مسند الفردوس میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب اور آیۃ الکرسی جو شخص اپنے گھر میں پڑھتا ہے اس کے گھر والے اس دن انسان اور جن کی آنکھ سے بچے رہتے ہیں۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1 صفحہ 747، رقم الحدیث 2055، مطبوعہ، بیروت

2۔ المعجم الاوسط، جلد 3، صفحہ 33، رقم الحدیث: 2056، مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 444، رقم الحدیث: 2358، مطبوعہ، بیروت

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 448، رقم الحدیث 2363

5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 485، (2478)۔

امام ابوالشیخ نے الثواب میں، الطبرانی، ابن مردویہ، دیلمی، الضیاء المقدسی نے المختارۃ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں عرش کے نیچے سے اتری ہیں ان کے علاوہ کوئی چیز عرش کے نیچے سے نہیں اتری: (۱) ام الکتاب (۲) آیۃ الکرسی (۳) سورۂ بقرہ کی آخری آیات (۴) الکوثر (1)۔ ابن الضریس نے ابوامامہ سے اس کی مثل موقوف نقل کی ہے۔

امام ابونعیم اور دیلمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۂ فاتحہ اتنی کفایت کرتی ہے جتنی کفایت قرآن کا کوئی اور جز نہیں کرتا اگر فاتحۃ الکتاب کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور پورے قرآن کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو سورۂ فاتحہ، قرآن سے سات گنا زیادہ ہوگی (2)۔

امام ابوعبید نے فضائل میں الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فاتحۃ الکتاب پڑھی گویا اس نے تورات، انجیل، زبور اور فرقان پڑھی۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتب نازل فرمائیں پھر ان کے علوم چار کتب میں رکھے تورات، انجیل، زبور، فرقان پھر تورات، انجیل اور زبور اور قرآن میں رکھے پھر قرآن کے علوم المفصل (سورتوں) میں رکھے پھر المفصل کے علوم فاتحۃ الکتاب میں رکھے پس جس نے فاتحۃ الکتاب کی تفسیر کو جان لیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے تمام نازل شدہ کتب کی تفسیر کو جان لیا (3)۔

امام وکیع نے اپنی تفسیر میں ابن الانباری نے المصاحف میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں ابونعیم نے الحلیہ میں مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابلیس نے چار مواقع پر چیخیں ماریں۔ ۱: جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ ۲: جب اس پر لعنت کی گئی۔ ۳: جب اسے زمین کی طرف اتارا گیا۔ ۴: جب محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ ابن الضریس نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب سورۂ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نازل ہوئی تو ابلیس کو بڑی تکلیف ہوئی اس نے بہت زور سے چیخ ماری اور اپنے آپ کو لوہے سے مارا، مجاہد فرماتے ہیں جس نے چیخیں ماریں اور اپنے آپ کو لوہے سے مارا وہ ملعون ہے۔

امام ابن الضریس نے عبدالعزیز بن الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب فاتحۃ الکتاب نازل ہوئی تو اس نے اس طرح چیخیں ماریں جس طرح اس نے اپنے اوپر لعنت ہونے کے دن چیخیں ماری تھیں، ابوعبید نے مکحول سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ام القرآن، قرأت ہے، مسئلہ ہے اور دعا ہے۔ ابوالشیخ نے الثواب میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو فاتحۃ الکتاب آخر تک پڑھ ان شاء اللہ تیرا وہ کام پورا ہوگا۔ ابن قانع نے معجم الصحابہ میں رجاء الغنوی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ شفاء طلب کرو ان الفاظ سے جن سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے حمد کرنے سے پہلے خود اپنی حمد فرمائی اور ان الفاظ سے شفاء طلب کرو جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح خود

1۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 8 صفحہ 235، (7920) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2 صفحہ 144، (21386) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 2 صفحہ 451، (2371) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمائی ہے ہم نے عرض کی اے اللہ کے نبی وہ کیا ہے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پس جس کو قرآن شفا نہیں دیتا اسے اللہ تعالیٰ بھی شفا نہیں دیتا (1)۔

امام ابوعبید نے ابوالمنہال سیار بن سلامہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ایک مہاجر شخص نے پایا جبکہ آپ تہجد پڑھ رہے تھے آپ صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اس پر زائد کچھ نہ پڑھتے تھے تکبیر کہتے، تسبیح کہتے پھر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب صبح ہوئی تو اس شخص نے یہ سب کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری ماں کے لیے ہلاکت ہو کیا یہ ملائکہ کی نماز نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں بے شک ملائکہ کو صرف فاتحہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ابن الصلاح نے ذکر کیا ہے کہ قراءۃ القرآن ایک خصوصیت ہے جو صرف انسان کو عطا کی گئی ہے، فرشتوں کو یہ سعادت نہیں ملی وہ انسان سے قرآن سننے کے حریص ہیں (2)۔

امام ابن الضریس نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ فاتحہ کے آغاز میں حاضر ہوا وہ اس شخص کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد میں حاضر ہوا اور جو سورۂ فاتحہ کے اختتام پر حاضر ہوا وہ اس شخص کی مانند ہے جو مال غنیمت (جمع کرنے کے وقت) حاضر ہوتی کہ وہ تقسیم ہو گیا۔

امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت شداد بن اوس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے کوئی سونے کے لیے بستر پر جائے تو اسے ام القرآن اور ایک سورت پڑھنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے (3)۔

امام الشافعی نے الام میں، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں احمد نے اپنی مسند میں، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے السنن میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی اس کی نماز (کامل) نہیں ہے (4)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام القرآن دوسری تمام (آیات) کا عوض ہے لیکن دوسری تمام (آیات) اس کا عوض نہیں (5)۔

امام احمد اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ فرمایا ہر وہ نماز جس میں فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی جائے وہ نامکمل ہے (6)۔

امام مالک نے مؤطا میں اور سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں ابوعبیدہ نے فضائل میں اور ابن ابی شیبہ اور احمد نے اپنی

1۔ معجم الصحابہ، جلد 4، صفحہ 1622، 444، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز

2۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 147، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق 3۔ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، جلد 6، صفحہ 292 مطبوعہ دار المیسرۃ بیروت

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی کتاب الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 38 مطبوعہ دار الفکر بیروت

5۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 322، دار المحاسن القاہرہ 6۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ جلد 4، صفحہ 87

مسند میں، بخاری نے جزء القراءۃ میں مسلم نے اپنی صحیح میں، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن الانباری نے المصاحف میں، ابن حبان، دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو وہ نماز نامکمل ہے وہ نامکمل ہے وہ نامکمل ہے تین مرتبہ فرمایا۔ ابو السائب فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ کبھی میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں (کیا اس وقت بھی فاتحہ پڑھنی ہے) انہوں نے میرے بازو کو حرکت دی اور کہا اے فارسی! اس وقت دل میں پڑھا کر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے۔ پس نماز کا نصف میرے لیے ہے اور نماز کا نصف میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو وہ سوال کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑھو۔ بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اس کا اول میرے لیے ہے اور اس کا آخر میرے بندے کے لیے ہے اور بندے کے لیے وہ ہے جو وہ سوال کرے۔ بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ۬ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لیے ہے اور اس کے لیے وہ ہے جو اس نے سوال کیا (1)۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نماز کو میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے جب بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی۔ جب بندہ کہتا ہے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف، نصف ہے۔ اس سورت کا آخر میرے بندے کے لیے ہے اور اس کے لیے وہی ہے جو اس نے مانگا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے اور بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے سوال کیا۔ جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ پھر فرماتا

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1 صفحہ 312　2۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 99، مطبوعہ، بیروت

ہے یہ میرے لیے ہے اور باقی اس کے لیے ہے (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط حضرت میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فاتحۃ الکتاب تلاوت فرمائی پھر فرمایا، تمہارا رب فرماتا ہے: اے ابن آدم میں نے تجھ پر سات آیات نازل فرمائی ہیں، تین میرے لیے ہیں اور تین تیرے لیے ہیں اور ایک میرے اور تیرے درمیان ہے، جو میرے لیے ہیں وہ یہ ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝ اور جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۝۔ تیری طرف سے عبادت ہے اور میری طرف سے تیری معاونت ہے اور وہ آیات جو تیرے لیے ہیں وہ یہ ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

امام ابوعبید، ابن سعد نے (الطبقات میں) ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن الانباری نے (المصاحف میں) دارقطنی اور حاکم، بیہقی، خطیب اور ابن عبد البران دونوں نے کتاب المسألہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سورۂ فاتحہ، بسم اللہ سے آخر تک ایک ایک آیت علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھتے تھے اور اعراب کے شمار کرنے کی طرح شمار کرتے تھے اور بسم اللہ کو بھی شمار کیا اور لوگوں پر شمار نہ لیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، دارقطنی اور بیہقی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مسجد سے باہر نہیں نکلوں گا حتی کہ تمہیں ایک آیت یا ایک سورت کے متعلق بتاؤں گا جو سلیمان علیہ السلام کے بعد میرے سوا کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی۔ حضرت بریدہ فرماتے ہیں آپ ﷺ چلے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا حتی کہ آپ ﷺ مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے، پس آپ ﷺ نے مسجد کی دہلیز سے ایک پاؤں نکالا تھا اور دوسرا ابھی مسجد میں تھا کہ میں نے دل میں سوچا کہ آپ ﷺ وہ سورت بتانا بھول گئے ہیں پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا جب تم نماز پڑھتے ہو تو قرآن کا آغاز کس طرح کرتے ہو؟ میں نے کہا بسم اللہ سے تو فرمایا یہی ہے یہی ہے۔ پھر آپ مسجد سے باہر تشریف لے گئے (3)۔

امام ابن الضریس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بسم اللہ ایک آیت ہے۔

امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابن خزیمہ نے اپنی کتاب البسملۃ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا شیطان نے بسم اللہ لوگوں سے چوری کر لی ہے۔ ابوعبید، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت سے غافل ہو گئے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے علاوہ کسی نبی پر نہیں اتری مگر یہ کہ سلیمان علیہ السلام پر اتری تھی۔ اور وہ آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 307، مطبوعہ دار المحاسن القاہرہ
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 1 صفحہ 310
3۔ شعب الایمان، جلد 2 صفحہ 438، (2328)

الرَّحِیۡمِ ہے(1)۔

امام دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل امین جب میرے پاس وحی لیکر آتے ہیں تو پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں(2)۔

امام الواحدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بسم اللہ ہر سورت پر نازل ہوئی(3)۔

امام ابوداؤد، البزار، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) بیہقی نے المعرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ بسم اللہ کے نزول سے پہلے کسی سورت کا اختتام یا سورتوں کا فاصلہ نہیں جانتے تھے۔ امام البزار اور طبرانی نے یہ زائد ذکر کیا ہے کہ جب بسم اللہ نازل ہوتی تو آپ جان لیتے کہ پہلی سورت ختم ہوگئی ہے اور دوسری سورت شروع ہوگئی ہے(4)۔

امام حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح بھی کہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمان بسم اللہ کے نزول سے پہلے کسی سورت کا اختتام نہیں جانتے تھے جب بسم اللہ نازل ہوتی تو وہ جان لیتے کہ پہلی صورت ختم ہوگئی ہے(5)۔

امام ابوعبید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں لوگ سورت کا اختتام نہیں جانتے تھے حتی کہ بسم اللہ نازل ہوئی جب بسم اللہ نازل ہوتی وہ جان لیتے کہ پہلی سورت ختم ہوگئی ہے اور دوسری شروع ہو گئی ہے۔

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب جبریل امین آتے تو بسم اللہ پڑھتے۔ آپ ﷺ جان لیتے کہ یہ نئی سورت ہے(6)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور الواحدی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم دوسورتوں کا فاصلہ نہ جانتے تھے حتیٰ کہ بسم اللہ نازل ہوئی(7)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ نماز میں بسم اللہ پڑھتے تھے جب سورت کو ختم کرتے تو بسم اللہ پڑھتے اور فرماتے تھے کہ بسم اللہ پڑھنے کے لیے ہی تو المصحف (قرآن) میں لکھی گئی ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل نے مجھے نماز کا طریقہ سکھایا وہ کھڑا ہوا اور ہمارے لیے تکبیر کہی پھر ہر نماز میں بسم اللہ پڑھی(8)۔

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1 صفحہ 305
2۔ اسباب النزول، صفحہ 11 مطبوعہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 356، (845) مطبوعہ الریاض۔
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 43
5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 439، (2332)
6۔ ایضاً: (2333)
7۔ ایضاً: (2336)
8۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 307

امام ثعلبی نے حضرت علی بن زید بن الجد عان سے روایت ہے کہ عبادلہ (عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر) بسم اللہ سے قرأت شروع کرتے تھے اور اس کو جہراً پڑھتے تھے (1)۔

امام ثعلبی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں مسجد میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا ایک شخص آیا اور نماز شروع کی اس نے ثناء پڑھی اور تعوذ پڑھا اور پھر الحمد للہ رب العالمین پڑھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا اس طرح پڑھنا سنا تو فرمایا اے فلاں تو نے اپنی نماز کو توڑ دیا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ بسم اللہ، الحمد سے ہے۔ جس نے بسم اللہ کو چھوڑ دیا اس نے ایک آیت کو چھوڑ دیا اور جس نے ایک آیت کو چھوڑ دیا اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ امام ثعلبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ جب نماز میں سورت شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے اور فرماتے جس نے بسم اللہ کو چھوڑ دیا اس نے کمی کردی اور فرماتے یہ سبع مثانی کی تکمیل ہے۔

امام ثعلبی نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بسم اللہ چھوڑ دی اس نے اللہ کی کتاب کی ایک آیت چھوڑ دی۔

امام شافعی نے الام میں، دارقطنی، حاکم انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے، اور بیہقی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ میں آئے تو لوگوں کو نماز پڑھائی اور بسم اللہ نہ پڑھی اور جب نیچے کی طرف گئے اور اوپر اٹھے تو تکبیر بھی نہ کہی۔ مہاجرین اور انصار نے سلام کے بعد انہیں کہا۔ اے معاویہ تم نے نماز سے چوری کی ہے۔ بسم اللہ کہاں گئی اور تکبیر کہاں گئی، پھر جب اس کے بعد نماز پڑھائی تو سورۂ فاتحہ کے ساتھ بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھی اور دوسری سورت کے ساتھ بھی بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھی، سجدہ کی طرف گئے تو تکبیر بھی کہی۔ بیہقی نے زہری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نماز کی سنت میں سے ہے کہ تو بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھے اور جس نے سب سے پہلے مدینہ میں بِسۡمِ اللّٰہِ کو مخفی کیا وہ عمرو بن سعید بن العاص تھے یہ بڑے حیادار شخص تھے (2)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ اپنی نماز بِسۡمِ اللّٰہِ سے شروع فرماتے تھے (3)۔

امام البزار، دارقطنی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ کے طریق سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عمار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرضی نمازوں میں فاتحۃ الکتاب اور بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھتے تھے (4)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں دارقطنی اور بیہقی نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

1۔ ایضاً: جلد 1 صفحہ 311
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلاۃ، جلد 2 صفحہ 50
3۔ سنن الدارقطنی، جلد 1 صفحہ 304۔
4۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 302

جب نماز شروع فرماتے تھے تو اَلْحَمْدُ میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے (1) اور ساتھ ملائی جانے والی سورت میں بھی بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے اور یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ امام دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے (2)۔

امام طبرانی، دارقطنی، اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ کے طریق سے اور دارقطنی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو جہراً بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے ہوئے سنا (3)۔

امام دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت نعیم مجمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھی حتیٰ کہ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ تک پہنچ گئے پھر کہا آمین لوگوں نے بھی کہا آمین اور آپ جب بھی سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ سے اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نماز پڑھتا ہوں (4)۔

امام دارقطنی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اور نبی کریم ﷺ دونوں سورتوں میں بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے (5)۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو کیسے قراءت کرتا ہے میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ بھی کہو (6)۔

امام دارقطنی اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز پڑھتا ہے تو کیسے قرأت کرتا ہے میں نے کہا میں الحمد سے شروع کرتا ہوں فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ پڑھو (7)۔

امام دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی وہ تمام بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے (8)۔

امام دارقطنی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل

1۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الصلاۃ جلد 2، صفحہ 49
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 307
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 308
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 357، (849)
5۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 302
6۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 302
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 308
8۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 305

علیہ السلام نے کعبہ شریف کے پاس میری امامت کرائی اور بِسۡمِ اللّٰہِ جہراً پڑھا (1)۔

امام دارقطنی نے حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (اور یہ بدری صحابی ہیں) فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے رات کی نماز، صبح کی نماز اور جمعہ کی نماز میں بِسۡمِ اللّٰہِ جہراً پڑھی (2)۔

امام دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بِسۡمِ اللّٰہِ جہراً پڑھتے تھے (3)۔

امام ابوعبید نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فاتحۃ الکتاب بِسۡمِ اللّٰہِ کے ساتھ سات آیتیں ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حاکم نے مستدرک میں اور انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں، ابوذر الہروی نے فضائل میں خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے نبی کریم ﷺ سے بِسۡمِ اللّٰہِ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اس کے درمیان اور اللہ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی جیسا قرب ہے (5)۔

امام ابن جریر، ابن عدی نے الکامل میں، ابن مردویہ، ابونعیم نے الحلیہ میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور ثعلبی نے انتہائی ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کاتب کے پاس لے گئی تاکہ معلم اسے تعلیم دے۔ معلم نے عیسیٰ سے کہا لکھو بِسۡمِ اللّٰہِ الخ عیسیٰ نے معلم سے کہا بِسۡمِ اللّٰہِ کا کیا معنی ہے۔ معلم نے کہا مجھے تو معلوم نہیں، عیسیٰ نے کہا الباء سے مراد بہاء اللہ ہے اور سین سے مراد اس کی سناء ہے اور میم سے مراد اس کی مملکت ہے اور اللہ سارے جھوٹے معبودوں کا معبود حقیقی ہے، الرحمٰن سے مراد رحمان الدنیا و الآخرۃ ہے اور رحیم سے مراد رحیم الآخرۃ ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے جویبر عن الضحاک سے اسی کی مثل روایت کیا ہے، ابن جریج اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے جبریل امین جب محمد ﷺ کے پاس آئے تو کہا اے محمد ﷺ بسم اللہ پڑھو۔ فرمایا اللہ کے ذکر سے پڑھو۔

اللہ تمام مخلوق کی عبادت کے لائق اور عبادت کا مستحق۔

الرحمٰن۔ یہ رحمۃ سے فعلان کے وزن پر صفت کا صیغہ ہے۔ الرحیم، جو اس سے رحم کو پسند کرتا ہے اس کے ساتھ انتہائی شفقت ورحمت کا مظاہرہ کرنے والا۔ اور اس سے بہت دور جو یہ پسند کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناعذاب ہو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ''اللہ'' اسم اعظم ہے۔

1۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 309
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 310
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 311
4۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 217، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
5۔ شعب الایمان، جلد 2 صفحہ 437، 2327
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ھذا، جلد 1 صفحہ 63

امام ابن ابی شیبہ اور بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن الضریس نے فضائل میں، ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کا اسم اعظم ''اللہ'' ہے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ قرآن حکیم میں ہر اسم سے پہلے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے الدعاء میں الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کا اسم اعظم یا اللہ ہے۔ ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ الرحمٰن اسم ممنوع ہے(1) ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ الرحیم ایسا اسم ہے جو لوگ اپنے لیے نہیں رکھ سکتے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے روایت کیا ہے کہ الرحمٰن تمام مخلوق کے لیے ہے اور الرحیم مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الرحمٰن سے مراد الرفیق (دوست) ہے اور الرحیم سے مراد مخلوق پر رزق کے ذریعے مہربانی فرمانے والا۔ یہ دونوں اسماء نرمی اور شفقت پر دلالت کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے سے زیادہ نرمی پر دلالت کرتا ہے۔ ابن جریر نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے اسم الرحمٰن پر عیب لگایا جائے گیا تو وہ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ہو گیا(2)۔

امام البزار، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میرے باپ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھے وہ دعا نہ سکھاؤں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔ فرمایا حضرت عیسیٰ یہ دعا اپنے حواریوں کو سکھاتے تھے اگر تجھ پر احد پہاڑ کی مثل قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے اتار دے گا۔ میں نے کہا ضرور بتایئے۔ فرمایا یہ دعا پڑھ اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ، كَاشِفَ الْغَمِّ اور البزار کے الفاظ یہ ہیں وَ كَاشِفَ الْكُرَبِ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمٰن بن سابط سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا فرماتے تھے اور یہ دعا دوسروں کو سکھاتے بھی تھے۔ اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ وَكَاشِفَ الْكُرَبِ وَمُجِيْبَ الْمُضْطَرِّيْنَ وَرَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ(4)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن سلیمان عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک ایسی سورت نازل کی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی اور رسول پر نازل نہیں کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس سورت کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ وہ سورت سورۂ فاتحہ ہے اس کا نصف میں نے اپنے لیے کیا ہے اور نصف اپنے بندوں کیلئے کیا ہے۔ اس میں ایک آیت میرے اور میرے بندوں کے درمیان مشترک ہے جب بندہ کہتا ہے بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرے دو رقت پر دلالت کرنے والے اسماء سے دعا مانگی۔ ایک دوسرے سے زیادہ رقت پر دلالت کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 69
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 67
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 696، (1898)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 109، (29866) مطبوعہ مدینہ منورہ

الرَّحِيْمِ، الرَّحْمٰنِ سے زیادہ رقت پر دلالت کرتا ہے دونوں رقت پر دلالت کرنے والے۔ جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرا شکر یہ ادا کیا اور میری حمد بیان کی جب کہتا ہے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گواہی دی کہ میں رب العالمین ہوں یعنی انسانوں، جنوں، ملائکہ، شیاطین کا رب ہوں، ساری مخلوق کا رب ہوں اور ہر چیز کا رب ہوں پھر جب الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (یعنی حساب کے دن کا مالک) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گواہی دی کہ میرے سوا اس دن کوئی مالک نہیں ہوگا اور جب کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نے میری ثناء بیان کی۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ (یعنی میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور اسے ایک مانتا ہوں) وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے۔ وہ میری عبادت کرتا ہے پس یہ حصہ میرے لیے ہے اور وہ مجھ سے مدد طلب کرتا ہے تو یہ حصہ اس کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے طلب کیا۔ اِهْدِنَا کا معنی یہ ہے کہ ہماری رہنمائی فرما۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اس سے مراد دین اسلام ہے کیونکہ دین اسلام کے علاوہ کوئی دین مستقیم نہیں جس میں توحید نہیں ہے، صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ: اس سے مراد انبیائے کرام اور وہ مومنین ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اسلام اور نبوت کا انعام فرمایا۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ یعنی بندہ کہتا ہے ان لوگوں کے دین کے علاوہ دین کی طرف راہنمائی فرما جن پر تیرا غضب ہوا اور اس سے مراد یہودی ہیں۔ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ اس سے مراد نصاریٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے جنہیں گمراہ فرما دیا ہدایت دینے کے بعد۔ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر اللہ کا غضب ہوا اور انہیں بندر اور خنازیر بنا دیا اور بتوں کے پجاری انکا برا ٹھکانا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یعنی آگ کا برا ترین ٹھکانا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنین کے سیدھے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ (آمین) آگ سے تیری نجات ہے اور تیری امت کی نجات ہے اور تیرے دین کے پیروکاروں کی نجات ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں حدیث میں رقیقان کے الفاظ ہیں اور یہ تصحیف ہے اصل میں رفیقان ہے اور رفیق اللہ کے اسماء میں سے ہے (1)۔

امام ابن مردویہ اور ثعلبی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب بسم اللہ الخ نازل ہوئی تو بادل مشرق کی طرف دوڑا، ہوا رک گئی اور سمندر موجیں مارنے لگا، چوپائے ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے، شیطانوں کو آسمان سے پتھر لگنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت و جلال کی قسم اٹھائی کہ جس چیز پر بسم اللہ پڑھی جائے گی اس میں برکت ڈالی جائے گی۔

امام وکیع اور ثعلبی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے انیس فرشتوں سے اسے نجات دے تو وہ بسم اللہ پڑھے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے جنت کر دے۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن عباس سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ معلم جب بچے کو کہتا ہے پڑھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو معلم،

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 447، (2362)

بچے اور اس کے والدین کیلئے آگ سے برأت (کا پروانہ) لکھا جاتا ہے۔ ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ جب تو کسی مشکل میں پڑے تو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ اللہ تعالیٰ اس ذکر کی برکت سے بہت سے مصائب سے جو چاہے گا ٹال دے گا۔

امام الحافظ نے عبد القادر الرہاوی سے الاربعین میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر وہ کام جو اہمیت والا ہو اس کا آغاز بِسۡمِ اللّٰهِ سے نہ ہو تو وہ بے برکت ہوتا ہے۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور امام ابونعیم نے الحلیہ میں عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رات کو گدھے ہینگنا شروع کر دیں تو کہو بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (1)۔

امام ابوالشیخ نے العظمۃ میں صفوان بن سلیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جن انسانوں کے سامان اور کپڑے کو استعمال کرتے ہیں پس جو تم میں سے کپڑا اٹھائے یا رکھے تو کہے بسم اللہ کیونکہ اللہ کا اسم مہر ہے۔

امام ابونعیم اور دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب بسم اللہ نازل ہوئی تو پہاڑوں نے شور کیا حتی کہ اہل مکہ نے ان کی آواز سنی لوگوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہاڑوں پر جادو کر دیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے ایک دھواں بھیج دیا حتی کہ اس نے اہل مکہ پر سایہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بسم اللہ پڑھے گا اس یقین سے کہ پہاڑوں نے اس کے ساتھ تسبیح بیان کی ہے تو وہ پہاڑوں کی آواز نہیں سنے گا۔ دیلمی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے بسم اللہ شریف پڑھی اس کے لیے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور چار ہزار گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے چار ہزار درجات بلند کئے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قراءت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت مد کے ساتھ ہوتی تھی پھر بسم اللہ پڑھی۔ تو اسم اللہ جلالت پر مد کی۔ الرحمٰن پر مد کی۔ رحیم پر کی (2)۔

امام الحافظ ابو بکر البغدادی نے الجامع میں حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ ہر کتاب کی چابی ہے۔ الخطیب نے الجامع میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر کتاب کی ابتداء میں بسم اللہ ہو اگرچہ وہ اشعار کی کتاب ہو۔

امام الخطیب نے الزہری سے روایت کیا ہے کہ سنت قائم ہو چکی ہے کہ شعروں میں بِسۡمِ اللّٰهِ نہ لکھی جائے۔ ابن ابی شیبہ، ابو بکر بن ابی داؤد اور الخطیب نے الجامع میں حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ ناپسند کرتے تھے کہ اشعار سے پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ لکھیں الخطیب نے الشعبی سے روایت کیا ہے کہ علماء کا اجماع ہے کہ شعر سے پہلے بِسۡمِ اللّٰهِ نہ لکھیں۔ ابو عبید اور ابن ابی شیبہ؛ نے المصنف میں مجاہد اور شعبی سے روایت کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات ناپسند کرتے تھے کہ جنبی آدمی بِسۡمِ اللّٰهِ لکھے (3)۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 315، مطبوعہ مصر 2۔ سنن الدار قطنی، جلد 1، صفحہ 308 3۔ فضائل القرآن، صفحہ 218

امام ابو نعیم نے تاریخ اصبہان میں، ابن اشتہ نے المصاحف میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تعظیم الٰہی کی خاطر خوبصورت بِسْمِ اللّٰہِ لکھی اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے خوبصورت اور ترتیب کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی تو اسے بخش دیا گیا۔

امام السلفی نے اپنے جزء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باء کو میم کی طرف لمبا نہ کیا جائے حتیٰ کہ سین ختم ہو جائے۔

خطیب نے الجامع میں الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **بسم اللّٰہ** کو لمبا کرنے سے منع فرمایا۔ الخطیب اور ابن اشتہ نے المصاحف میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الباء کو میم کی طرف لمبا کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ حتیٰ کہ سین لکھی جائے۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو بسم اللہ لکھے تو سین کو واضح کر۔

الخطیب نے الجامع میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بسم اللّٰہ لکھے تو الرحمٰن کو لمبا کرے۔

امام دیلمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاویہ دوات کو رکھ دے، قلم کو علیحدہ کر، الباء کو سیدھا لکھ، سین کو جدا کر اور میم کو گہرا کر اور اللہ کو خوبصورت کر الرحمٰن کو لمبا کر، رحیم کو عمدہ کر اور اپنا قلم اپنے دائیں کان میں رکھ کیونکہ یہ تجھے یاد دلائے گا۔

الخطیب نے مطر حضرت الوراق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے، انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ باء اور سین کے حروف کو جمع کرو اور سین کو میم کی طرف لمبا کرو پھر اللہ، الرحمٰن الرحیم کے حروف کو جمع کرو اور اللہ کے اسماء میں سے کسی اسم کو کتابت اور قرأت میں لمبا نہ کرو۔

امام ابو عبید نے حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بِسْمِ اللّٰہِ کو ''بم'' لکھنے کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس طرح آغاز میں سین رہ جاتی ہے (1)۔

امام ابو عبید نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن سیرین کے لیے (بم) لکھا تو ابن سیرین نے کہا رک جاؤ سین لکھو۔ اس بات سے بچو کہ تم میں سے کوئی گناہ میں ملوث ہو اور اسے علم بھی نہ ہو (2)۔

امام ابو عبید، عمران بن عون سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کاتب کو مارا جس نے بسم اللہ میں سین سے پہلے میم کو لکھا۔ کاتب سے پوچھا گیا کہ تجھے امیر المومنین نے کیوں مارا ہے تو اس نے کہا سین نہ لکھنے کی وجہ سے مارا ہے (3)۔

1۔ فضائل القرآن، صفحہ 218 2۔ ایضاً، صفحہ 219 3۔ ایضاً، صفحہ 219

امام ابن سعد نے طبقات میں حضرت جویریہ بنت اسماء رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے اس کاتب کو معزول کر دیا تھا جس نے بسم اللہ میں سین کو نہیں لکھا تھا اور (بم) لکھا تھا۔ ابن سعید نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ وہ باء کو اس طرح لکھنا ناپسند کرتے تھے کہ اسے میم کی طرف لمبا کیا جائے حتیٰ کہ پہلے سین لکھی جائے۔ (بم) لکھنے میں بڑا سخت قول (وارد) ہے۔

الخطیب نے حضرت معاذ بن معاذ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت سوار کے پاس بسم اللہ لکھی تو میں نے باء کو لمبا کر دیا اور سین کو نہ لکھا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حسن اس کو ناپسند کرتے تھے۔

خطیب نے حضرت عبد اللہ بن صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے بسم اللہ لکھی اور باء کو اتنا بلند کر دیا کہ وہ طویل ہوگئی۔ اللیث سے اس کو ناپسند کیا اور اس کا انکار کیا۔ اور فرمایا تو نے معنی بدل دیا ہے یعنی باء، لام بن گئی ہے۔

امام ابو داؤد نے مراسیل میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک زمین پر پڑی کتاب کے اوپر سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کتاب کے پاس بیٹھے نوجوان کو فرمایا اس کتاب میں کیا ہے؟ اس نے کہا بِسْمِ اللّٰهِ تو فرمایا جس نے ایسا کیا اس پر لعنت کی گئی بسم اللہ کو اپنے مقام پر رکھا کرو۔ خطیب نے تالی التلخیص میں حضرت انس سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جس نے اس کاغذ کو اٹھا لیا جس پر بِسْمِ اللّٰهِ لکھی ہوئی تھی تا کہ اس کی بے ادبی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ شخص صدیقین میں لکھا جائے گا اور اس کے والدین سے عذاب کی تخفیف کی جائے گی اگر چہ وہ کافر ہوں گے۔

امام ابن ابی داؤد نے البعث میں حضرت ام خالد بن سعید بن العاص رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں میں نے سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھی تھی۔

امام ثعلبی نے کلبی کے طریق سے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کھڑے ہو کر بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی تو قریش نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرا منہ چھوٹا کر دے۔

امام ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے۔ اہل مکہ مسیلمہ کو الرحمٰن کہتے تھے۔ لوگ یہ سن کر کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یمامہ کے خدا کی طرف بلاتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰهِ مخفی پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال تک کبھی جہراً نہ پڑھی۔ طبرانی نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے تو مشرکین آپ سے استہزاء کرتے اور کہتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یمامہ کے خدا کا ذکر کرتا ہے مسیلمہ کو الرحمٰن کہا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مخفی پڑھنے کا حکم دیا (1)۔ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بِسْمِ اللّٰهِ آہستہ پڑھتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی انہوں نے اس کو حسن بھی کہا ہے۔ نسائی، ابن ماجہ، اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی

1۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 11، صفحہ 440، (12245)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکمہ

2۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 255، (739)

اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے باپ نے مجھے بِسۡمِ اللّٰهِ پڑھتے سنا تو فرمایا اے بیٹے یہ کیا بدعت ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو جہراً بِسۡمِ اللّٰهِ پڑھتے نہیں سنا (1)۔ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے بِسۡمِ اللّٰهِ بلند آواز سے پڑھنا بدوؤں کی قرأت ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا امام کا بلند آواز سے بِسۡمِ اللّٰهِ پڑھنا بدعت ہے۔

امام ابن الضریس نے یحییٰ بن عتیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ قرآن کریم کی ابتداء میں بِسۡمِ اللّٰهِ لکھو اور ہر دو سورتوں کے درمیان بھی لکھو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ: سب تعریفیں اللہ کے لیے

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، الخطابی نے الغریب میں بیہقی نے الادب میں دیلمی نے مسند الفردوس میں، اور ثعلبی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ الحمد، شکر کی اصل ہے اس بندے نے شکر ادا نہیں کیا جس نے اس کی حمد نہیں کی (2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی چوری ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے میری اونٹنی لوٹا دی تو میں اپنے رب کا شکریہ ادا کروں گا۔ وہ اونٹنی عربوں کے ایک قبیلہ میں پہنچ گئی جس میں ایک مسلمان عورت بھی رہتی تھی۔ اس نے خیال کیا کہ وہ اس کو بھگا کر لے جائے۔ اس عورت نے دیکھا کہ قوم غافل ہے۔ وہ اس اونٹنی پر سوار ہوئی اور اسے بھگا کر لے گئی۔ صبح کے وقت مدینہ طیبہ پہنچ گئی۔ صحابہ کرام نے جب دیکھا تو بہت خوش ہوئے وہ اس کو ساتھ لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو دیکھا تو فرمایا الحمد للہ! صحابہ کرام انتظار کرنے لگے کہ کیا رسول اللہ ﷺ بطور شکر روزہ رکھتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرام نے خیال کیا کہ آپ بھول گئے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری اونٹنی لوٹائے گا تو میں اپنے رب کا شکر کروں گا (لیکن آپ نے شکر تو نہیں کیا) آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے کہا نہیں تھا الحمد للہ۔

امام ابن جریر اور حاکم نے تاریخ نیسابور میں اور دیلمی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت الحکم بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (حکم کو صحابیت کا شرف حاصل ہے)۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو نے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ کہا تو تو نے اللہ کا شکریہ ادا کیا، پس اللہ تعالیٰ تیری نعمت میں اضافہ کرتا ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ الحمد کلمہ شکر ہے۔ جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرا شکریہ ادا کیا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا الحمد شکر ہے، اور اللہ کی نعمت کا مقابل ہے، اس کی نعمت کا اقرار ہے، اس کی ہدایت اس کی ابتداء وغیرہ کا اقرار ہے (4)۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 33، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 196، مطبوعہ بیروت
3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 70
4۔ ایضاً

نے فرمایا ہم نے سبحان اللہ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو جان لیا یہ الحمد کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ کلمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے اور یہ کہنے کو وہ محبوب رکھتا ہے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے(1)۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ الحمد للہ، رحمٰن کی چادر ہے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابوعبد الرحمٰن الجبائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نماز شکر ہے، روزہ شکر ہے، ہر نیکی کا کام جو تم اللہ کی رضا کیلئے کرتے ہو وہ شکر ہے اور افضل ترین شکر الحمد ہے۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے شعب الایمان میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا افضل الذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور افضل الدعا الحمد للّٰہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے(2)۔ امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس بندے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت فرمائی اور اس نے الحمد للہ کہا تو جو نعمت عطا کی گئی اس سے افضل ہے جو اس سے لیا گیا (یعنی حمد ہر نعمت پر افضل ہے)(3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس بندے پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام ہو تو اس سے الحمد افضل ہے(4)۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی نے الشعب میں حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے پر کوئی نعمت فرمائے اس پر وہ اس کی حمد کرے تو وہ حمد اس نعمت سے افضل ہوگی خواہ وہ کوئی بھی نعمت ہو(5)۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا تمام کی تمام اپنی کثرت کے ساتھ میرے کسی امتی کے ایک ہاتھ میں ہو پھر وہ کہے الحمد للہ تو حمد اس دنیا سے افضل ہوگی۔

امام احمد، مسلم اور نسائی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا طہارت ایمان کا نصف ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ زمین اور آسمان کو بھر دیتا ہے، نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر ضیاء ہے۔ قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت ہے، ہر شخص صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کو بیچنے والا ہے، وہ اسے آزاد کرنے والا ہے یا اس ہلاک کرنے والا ہے(6)۔ سعید بن منصور، امام احمد، ترمذی اور ابن مردویہ نے بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ نصف میزان ہے، الحمد للہ میزان کو بھرتا ہے، اللہ اکبر آسمان اور زمین کو بھرتا ہے، پاکیزگی نصف میزان ہے اور روزہ نصف صبر ہے(7)۔ امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تسبیح نصف میزان ہے، الحمد للہ میزان کو بھرتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 70
2۔ شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 90، (4371)
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4 صفحہ 287، (3805)، مطبوعہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 98، (4404)
5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 98، (4405)
6۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 118، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
7۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 44، (3519)، مطبوعہ، بیروت

اللّٰہُ، اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے(1)۔

امام احمد، بخاری نے الادب المفرد میں، نسائی اور حاکم نے (اس نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور ابونعیم نے الحلیہ میں بیہقی نے الشعب میں حضرت الاسود بن سریع التمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا میں آپ کو وہ محامد نہ بتاؤں جن کے ساتھ میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی حمد کی ہے۔ فرمایا یقیناً تمہارا رب حمد کو پسند فرماتا ہے(2)۔ ابن جریر نے الاسود بن سریع سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے نزدیک اس کی حمد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں اسی وجہ سے تو اپنی تعریف میں فرمایا الحمدللہ(3)۔ بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آہستہ آہستہ کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے اور کوئی چیز اللہ کی بارگاہ میں عذروں کو قبول کرنے سے زیادہ نہیں ہے اور اللہ کی بارگاہ میں حمد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے(4)۔

امام ابن شاہین نے السنہ میں اور دیلمی نے ابان عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا توحید جنت کی قیمت ہے، الحمدللہ ہر نعمت کی قیمت ہے، لوگ جنت کو اپنے اعمال کے ساتھ تقسیم کریں گے(5)۔ الخطیب نے تالی التلخیص میں ثابت عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ توحید جنت کی قیمت ہے اور حمد ہر نعمت کے شکر کی ادائیگی ہے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر اہمیت والا کام جو حمد الٰہی سے شروع نہ کیا گیا ہو وہ بے برکت ہے(6)۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ کہے **الحمد للہ** تو فرشتہ کہتا ہے **رب العالمین**۔ جب بندہ **رب العالمین** کہے تو فرشتہ کہتا ہے **یرحمک اللہ**۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن السنی اور ابونعیم نے الطب النبوی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے ہر اس چھینک کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ کہا جو اس نے سنی اسے کبھی ڈاڑھ اور کانوں کی تکلیف نہ ہوگی۔

حکیم ترمذی نے حضرت واثلہ بن الاسقع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس چھینک مارنے والے نے جلدی سے الحمدللہ کہا اسے پیٹ کا کوئی مرض تکلیف نہیں پہنچائے گا(7)۔ حکیم الترمذی نے حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر چھینک مارنے والا سات سمندروں کے پیچھے چھینک مارے تو تم مجھے یاد کرو(8)۔ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 44، (3519)، مطبوعہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 712، (6515)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 70
4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 89، (4367)
5۔ مسند الفردوس از دیلمی، جلد 2، صفحہ 74، (2415)
6۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 4، صفحہ 433، (1065) مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض
7۔ نوادر الاصول، صفحہ 152، مطبوعہ دار صادر بیروت
8۔ ایضاً، صفحہ 153

فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان کے افراد میں سے ایک لشکر بھیجا تو یہ دعا فرمائی ''اَللّٰھُمَّ لَکَ عَلَیَّ اِنْ رَدَدْتَھُمْ سَالِمِیْنَ اَنْ اَشْکُرَکَ حَقَّ شُکْرِکَ'' کچھ عرصہ بعد وہ صحیح سلامت واپس آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے کہا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی سَابِغِ نِعَمِ اللّٰہِ'' میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو صحیح سلامت لوٹائے گا تو میں شکر کروں گا جیسا شکر کرنے کا حق ہے فرمایا کیا میں نے (الحمد للہ کہہ کر) ایسا کر نہیں دیا(1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الشکر میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سعید بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کا ایک لشکر بھیجا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں سلامت لوٹائے گا اور انہیں مال غنیمت عطا فرمائے گا تو مجھ پر اللہ کا شکر واجب ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ مال غنیمت لے کر سلامتی کے ساتھ واپس آگئے کسی صحابی نے کہا ہم نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ اگر یہ صحیح سلامت اور مال غنیمت لے کر واپس آگئے تو مجھ پر اللہ کا شکر واجب ہے؟ فرمایا میں نے شکر ادا کر دیا ہے۔ میں نے کہا تھا ''اَللّٰھُمَّ شُکْرًا وَ لَکَ الْفَضْلُ الْمَنُّ فَضْلًا'' (2)۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے باپ کا خچر گم ہو گیا تو انہوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے لوٹا دے گا تو میں اس کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اسے پسند ہیں کچھ وقفہ کے بعد وہ خچر اپنی زین اور لگام کے ساتھ واپس آگیا وہ اس پر سوار ہوگئے جب سیدھے بیٹھ گئے تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہا الحمد للہ۔ اس سے زیادہ کلام نہ کیا۔ اس کے متعلق ان سے کچھ کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کیا میں نے کوئی چیز چھوڑی ہے یا کوئی چیز باقی رکھی ہے میں نے مکمل تعریف اللہ کے لیے کر دی ہے(3)۔ بیہقی نے منصور عن ابراہیم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ الحمد للہ بہت سی کلاموں سے زیادہ ثواب کا حامل ہے۔ ابوالشیخ اور بیہقی نے محمد بن حرب سے روایت کیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا الحمد ذکر اور شکر ہے اس کے علاوہ کوئی چیز ذکر و شکر نہیں ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں بندہ جب سبحان اللہ کہتا ہے تو یہ مخلوق کی صلاۃ ہے اور جب کہتا ہے الحمد للہ تو یہ وہ کلمۂ شکر ہے کہ جب تک کوئی بندہ یہ کلمہ نہ کہے اس نے کبھی شکر ادا نہ کیا۔ اور جب بندہ کہتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ وہ کلمۂ اخلاص ہے کہ جب تک بندہ یہ نہیں کہتا اللہ تعالیٰ بندے کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ جب بندہ کہتا ہے اللہ اکبر یہ آسمان اور زمین کو بھر دیتا ہے اور جب کہتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسلام قبول کیا اور تابعداری کا مظاہرہ کیا۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ: جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رب العالمین کے متعلق نقل کیا ہے کہ العالمین سے مراد جن وانس ہیں (4)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 95، (4390) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96، (4391) 3۔ ایضاً، (4392)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 73، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر رحمہما اللہ نے مجاہد سے بھی العالمین کا معنی جن وانس نقل کیا ہے (1) ابن جریر نے سعید بن جبیر سے بھی اس کی مثل مفہوم روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رب العالمین کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ساری مخلوق کا معبود ہے، تمام آسمان اور جو کچھ ان میں مخلوق ہے۔ تمام زمینیں اور جو کچھ ان کے اندر ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے خواہ معلوم ہے یا نامعلوم ہے (2)۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابویعلی نے مسند میں ابن عدی نے الکامل میں ابوالشیخ نے العظمہ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں الخطیب نے التاریخ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مکڑی کم ہوگئی، آپ نے اس کے متعلق پوچھا تو کوئی خبر نہ ملی آپ اس کی وجہ سے پریشان ہوئے آپ نے ایک شہسوار کداء کی طرف دوڑایا، ایک شام کی طرف اور ایک عراق کی طرف دوڑایا تاکہ وہ پوچھ کر آئیں کہ کسی نے کوئی مکڑی دیکھی ہے یا نہیں یمن کی طرف جانے والا شہسوار مکڑیوں کی ایک مٹھی لایا اور حضرت عمر کے سامنے ڈال دیں جب آپ نے انہیں مردہ دیکھا تو تکبیر بلند کی اور پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہزار امت پیدا فرمائی ہے چھ سو سمندر میں ہیں اور چار سو خشکی میں ہیں اور ان امتوں میں جو چیز سب سے پہلے ہلاک ہوگی وہ مکڑی ہوگی جب ایک ہلاک ہوگی تو سلسلہ چل پڑے گا جیسے کسی دھاگہ میں پروئی ہوئی چیز کا دھاگہ ٹوٹتا ہے (تو وہ متواتر گرنے لگتی ہے) (3)۔

امام ابن جریج نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے رب العالمین کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہر قسم کے عالم کا رب۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت تبیع الحمیری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں عالمین ہزار امت ہیں چھ سو سمندر میں ہیں اور چار سو خشکی میں ہیں۔

امام امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے رب العالین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انس ایک عالم ہے۔ جن ایک عالم ہے اور ان کے علاوہ فرشتوں کے اٹھارہ ہزار عالم ہیں اور زمین کے چار زاویے ہیں ہر زاویہ میں تین ہزار عالم ہیں اور ان میں سے پانچ سو عالم اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کئے ہیں (4)۔ ثعلبی نے شہر بن حوشب کے واسطہ سے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ العالمین سے مراد فرشتے ہیں اور یہ اٹھارہ ہزار اسی فرشتے ہیں ان میں سے چار سو یا پانچ سو فرشتے مشرق میں ہیں، اتنے ہی فرشتے مغرب میں ہے۔ اتنے ہی دنیا کے تیسرے کندھے پر ہیں، اتنے ہی فرشتے دنیا کے چوتھے کندھے پر ہیں اور ہر فرشتے کے ساتھ اس کے معاون فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابوالشیخ نے اور امام ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اٹھارہ ہزار عالم ہیں دنیا میں ان میں سے ایک ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 73
3۔ الکامل از ابن عدی، جلد 7، صفحہ 58، (1511)، مطبوعہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 74

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا

امام عبد بن حمید نے مطر الوراق کے واسطہ سے قتادہ سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر روایت کی ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہ قول اور حمد ہے کہ مخلوق میں سے کسی نے اس کا یہ وصف بیان نہیں کیا۔ الرحمٰن الرحیم اس نے اپنی مدح فرمائی ہے۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اس دن سے مراد وہ دن ہے جس میں لوگوں کو جزاء دی جائے گی۔ پھر فرمایا یعنی تم اسطرح کہو اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اپنی ذات پر آگاہی بخشی ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صراط مستقیم سے مراد صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ہے اور اس سے مراد انبیاء کا راستہ ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے مراد یہود ہیں وَلَا الضَّآلِّیْنَ سے مراد نصاریٰ ہیں۔

امام دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا تو اسے ایک آیت شمار کیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کو دوسری الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو تیسری، مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کو چوتھی آیت شمار کیا اور فرمایا اسی طرح اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اور اپنی پانچوں انگلیاں جمع فرمادیں (1)۔

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ: ترجمہ مالک ہے روز جزا کا

امام ترمذی، ابن الانباری اور ابن ابی الدنیا نے کتاب المصاحف میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مٰلِكِ کو بغیر الف کے پڑھتے تھے (2)۔

ابن الانباری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف اور معاذ بن جبل مٰلِكِ کو بغیر الف کے ملك پڑھتے تھے۔ امام احمد نے الزہد میں، ترمذی، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان الف کے ساتھ مٰلِكِ پڑھتے تھے (3)۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت سالم عن ابیہ کے طریقہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے تھے (4)۔ وکیع نے اپنی تفسیر میں، عبد بن حمید، ابوداؤد اور ابن ابی داؤد نے زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے تھے۔ اور سب سے پہلے جس نے بغیر الف کے پڑھا تھا وہ مروان تھا۔

امام ابن ابی داؤد اور الخطیب نے ابن شہاب کے طریق سے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے تھے۔ ابن ابی داؤد نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ اور اس کا بیٹا یزید یہ سب مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے ہیں۔ ابن شہاب کہتے ہیں مروان نے سب سے پہلے بغیر الف کے مٰلِكِ پڑھا تھا۔

ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے زہری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر ابن

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 435، (2318)

2۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 116 مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 38، (2928)

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 515، (169)، مطبوعہ الریاض

مسعود اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی یہ تمام حضرات مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے۔ ابن ابی داؤد اور ابن ابی ملیکہ نے نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھا۔

امام ابن ابی داؤد، ابن الانباری اور دارقطنی نے الافراد میں، ابن جمیع نے اپنی معجم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے۔

امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مٰلِكِ پڑھتے تھے (1)۔ امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مٰلِكِ کو الف کے ساتھ پڑھا ہے اور غیر کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام وکیع، الفریابی، ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے کئی طرق سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الف کے ساتھ مٰلِكِ پڑھتے تھے (2)۔

امام وکیع اور سعید بن منصور نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مٰلِكِ پڑھتے تھے (3)۔

امام وکیع، الفریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی داؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مٰلِكِ الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔ عبد بن حمید نے ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مٰلِكِ پڑھا تھا۔

امام ابن جبیر اور حاکم نے حضرت ابن مسعود اور بہت سے صحابہ سے روایت کیا ہے کہ يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد یوم حساب ہے (4)۔ اس روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس دن اس کے ساتھ حکم کا کوئی مالک نہ ہوگا جس طرح کہ لوگ دنیا میں مالک ہیں۔ اور يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد مخلوق کے حساب کا دن ہے۔ وہ قیامت کا دن ہے وہ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اگر اعمال اچھے ہوں گے تو جزاء بھی اچھی ہوگی اگر اعمال برے ہوں گے تو جزاء بھی بری ہوگی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے (5)۔ عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یوم الدین کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزاء دے گا۔

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بارش کی کمی کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر لانے کا حکم دیا پھر اسے عیدگاہ میں رکھا گیا اور ایک دن لوگوں کے لیے مقرر فرمایا کہ وہ باہر نکلیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے جبکہ سورج طلوع ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تکبیر کہی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 252، (2911)
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 532، (172)، مطبوعہ ریاض
3۔ ایضاً، 171
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 79
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 76-79

اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی پھر فرمایا تم نے اپنی زمینوں کے بنجر ہو جانے کی شکایت کی اور عرصہ دراز سے بارش نہیں اتری۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اسے پکارو اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعا کو قبول کرے گا پھر آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ قُوَّةً وَّ بَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔ ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند مفید ہے۔ اہل مدینہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے ہیں اور حدیث ان کی حجت ہے(1)۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ترجمہ: تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن حاتم نے ابن عباس سے اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے ہم تجھے ایک مانتے ہیں اور تجھی سے ڈرتے ہیں اور تجھ سے امید رکھتے ہیں تو ہمارا رب ہے تیرے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور ہم تجھ سے تیری اطاعت پر اور اپنے تمام امور پر مدد طلب کرتے ہیں(2)۔

امام وکیع اور الفریابی نے حضرت ابورزین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا آپ نے یہ حروف پڑھے اور آپ فصیح و بلیغ قریشی تھے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا آپ نے دونوں صیغوں کو مرفوع پڑھا۔

الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابورزین سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، پہلے ہمزہ پھر مد، پھر شد پڑھی۔

ابو القاسم البغوی اور الماوردی نے معرفۃ الصحابہ میں، طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہمارا ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دشمن سے مقابلہ ہوا میں نے آپ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ فرمایا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ گر رہے ہیں ملائکہ انہیں آگے اور پیچھے سے مار رہے ہیں(3)۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ چلا ہم کو سیدھے راستہ پر

امام حاکم نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے اور ذہبی نے انکا تعاقب کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے الصراط کو صاد کے ساتھ پڑھا(4)۔ سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری نے التاریخ میں اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ الصراط کو سین کے ساتھ پڑھتے تھے(5)۔

ابن الانباری نے عبداللہ بن کثیر سے روایت کیا ہے کہ وہ الصراط کو سین کے ساتھ پڑھتے تھے۔

ابن الانباری نے الفراء سے نقل کیا ہے کہ حضرت حمزہ رحمۃ اللہ نے الزراط زاء کے ساتھ پڑھا۔ الفراء کہتے ہیں الزراط

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 476، (1225)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 80، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی
3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 2، صفحہ 592، مطبوعہ المکتبۃ العربیہ حلب
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 253، (2912)
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 532، مطبوعہ ریاض

زاء کے اخلاص کے ساتھ قبیلہ عذرہ، کلب اور بنی القین کی لغت ہے، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمیں اپنا دین حق الہام فرما۔ ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہمیں ہدایت دینے والا راستہ الہام فرما اور وہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الطراط کا معنی طریق (راستہ) نقل کیا ہے (2)۔

وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، المحاملی نے المصنف کے نسخہ سے امالی میں اور حاکم حضرت نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۞ سے مراد اسلام ہے اور یہ آسمان اور زمین کے درمیان جو وسعت ہے اس سے بھی زیادہ وسیع ہے (3) ابن جریج نے ابن عباس سے اس کا معنی الاسلام نقل کیا ہے۔ ابن جریر نے ابن عباس اور کئی دوسرے صحابہ سے اس کا معنی الاسلام روایت کیا ہے (4)۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن بھی کہا ہے) نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک سیدھا راستہ بنایا ہے اور اس کی اطراف پر دو دیواریں ہیں جن میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ان دروازوں پر لٹکے ہوئے پردے ہیں اور راستہ کے دراوزہ پر ایک بلانے والا ہے جو یہ کہہ رہا ہے اے لوگو! تمام کے تمام راستہ پر چلو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ ایک بلانے والا راستہ کے اوپر سے بلا رہا ہے جب کوئی انسان ان دروازوں میں سے کسی دروازہ کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے تیرے لیے ہلاکت ہو اس کو نہ کھول اگر تو اس کو کھولے گا تو اس میں گھس جائے گا، الصِّرَاطَ سے مراد اسلام ہے دروازے اللہ کی حدود ہیں اور کھلے ہوئے دروازے اللہ کی محارم ہیں اور راستہ کے سرے پر بلانے والا کتاب اللہ ہے اور اوپر سے بلانے والا اللہ کی طرف سے وہ واعظ ہے جو ہر مسلمان کے دل میں ہوتا ہے (5)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابوبکر ابن الانباری نے المصاحف میں اور حاکم انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی تفسیر کتاب اللہ سے کی ہے (6)۔

امام ابن الانباری نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ راستہ محتضر ہے شیاطین اس کے اوپر آجاتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو! یہ سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو۔ اور الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اللہ کی کتاب ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔

امام ابن ابی شیبہ، دارمی، ترمذی (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے المصاحف میں ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ فتنے ہوں گے۔ میں نے کہا ان سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا کتاب اللہ، اس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کی خبریں بھی ہیں، اس میں تمہارے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ بھی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 86 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، جلد 5 صفحہ 445، (7216) 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا جلد 1 صفحہ 86

یہ قول فصل ہے مزاح نہیں ہے۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے یہ اس کا پختہ ذکر ہے اور یہی الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت الکبیر میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وہ ہے جس پر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرمایا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وہ ہے جس کی ایک طرف پر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا اور اس کی دوسری طرف جنت میں ہے۔ بیہقی نے الشعب میں قیس بن سعد عن رجل کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن نور مبین، ذکر حکیم اور الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے (2)۔ عبد بن حمید، ابن جریج، ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن عساکر نے عاصم الاحول کے طریق سے حضرت ابو العالیہ سے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے بعد کے دونوں ساتھی ہیں ہم نے اس کا ذکر حضرت حسن کے سامنے کیا تو انہوں نے فرمایا ابو العالیہ نے سچ کہا ہے اور خالص بات کی ہے۔ حاکم نے ابو العالیہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح بھی کہا ہے کہ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھی ہیں (3)۔ عبد بن حمید نے حضرت ابو العالیہ الریاحی سے روایت کیا ہے فرمایا اسلام کو سیکھو اور جب تم اس کو سیکھ لو تو پھر اس سے انحراف نہ کرو اور تمہیں الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پر چلنا لازم ہے کیونکہ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے مراد اسلام ہے اس سے دائیں، بائیں انحراف نہ کرو۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابن المنذر اور بیہقی نے کتاب الرؤیا میں حضرت سفیان سے روایت کیا ہے فرمایا قرآن کی تفسیر میں اختلاف نہیں ہے یہ ایک جامع کلام ہے اور اس سے یہ یہ مراد ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں، ابو نعیم نے الحلیہ میں ابو قلابہ سے روایت کیا ہے فرمایا، ابو درداء نے فرمایا تو پوری طرح سمجھ نہیں رکھتا حتی کہ تو قرآن میں کئی وجوہ دیکھے۔ ابن سعد نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس کو خوارج کے متعلق بتاتے ہوئے سنا جنہوں نے حکومت کا انکار کیا تھا اور حضرت علی بن ابی طالب سے جدا ہو گئے تھے فرمایا ان سے بارہ ہزار جدا ہوئے تھے۔ حضرت علی نے مجھے بلایا اور فرمایا ان کی طرف جاؤ ان سے مخاصمہ کرو اور انہیں کتاب و سنت کی طرف بلاؤ اور قرآن کے ساتھ ان سے نہ جھگڑو کیونکہ قرآن کئی وجوہ رکھتا ہے لیکن سنت کے ذریعے ان سے مناظرہ کرو۔

امام ابن سعد نے حضرت عمران بن مناح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا اے امیر المومنین میں ان سے کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہوں، ہمارے گھروں میں یہ نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے لیکن قرآن جمال ہے کئی وجوہ رکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے وہ اور کہیں گے لیکن ان سے سنت کے ساتھ جھگڑا کر کیونکہ اس سے انہیں بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں، ابن عباس ان کے پاس گئے اور سنن کے ساتھ ان سے مناظرہ کیا تو ان کے پاس کوئی دلیل نہ رہی۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ۔ راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 326، (1935) 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 226، 1598

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 284، (3025)

امام وکیع، ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری ان دونوں نے المصاحف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ وہ صِرَاطَ مَنْ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۠ پڑھتے تھے (1)۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے صراط من انعمت نماز میں پڑھا تھا (2)۔

ابن الانباری نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عَلَیْهِمِیْ یعنی ہاء اور میم کے کسرہ اور یاء کے اثبات کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابن الانباری نے اعرج سے روایت کیا ہے کہ وہ علیھمو یعنی ہاء اور میم کے ضمہ اور واؤ کے الحاق کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابن الانباری نے حضرت عبد اللہ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ انعمت علیھمو یعنی ہاء کے کسرہ میم کے ضمہ اور واؤ کے الحاق کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابن الانباری نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ وہ عَلَیْهُمْ یعنی ہاء اور میم کے ضمہ کے ساتھ بغیر واؤ کے پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں عکرمہ اور اسود دونوں صراط من انعمت پڑھتے تھے۔ ثعلبی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ چھٹی آیت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ کی تفسیر یہ نقل کی ہے ملائکہ، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین جنہوں نے تیری اطاعت کی اور تیری عبادت کی ان کا راستہ (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول اس کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ مومنین کا راستہ (4)۔ ابن جریر نے حضرت ابو زید سے صِرَاطَ الَّذِیْنَ کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے راستہ کے ساتھ روایت کی ہے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الربیع بن انس سے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ اس سے مراد انبیائے کرام ہیں۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے مراد یہود اور الضالین سے مراد نصاری ہیں۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے بھی یہود و نصاری کی تفسیر نقل کی ہے۔ اسی طرح عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر سے یہی تفسیر نقل کی ہے۔ امام عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، ابن جریر اور البغوی نے معجم الصحابہ میں، المنذر اور ابو الشیخ نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے اس شخص نے بتایا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا جبکہ آپ وادی قرٰی میں گھوڑے پر سوار تھے بنی القین کے ایک شخص نے پوچھا الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے یا رسول اللہ سے کون مراد ہیں؟ فرمایا یہود۔ پھر پوچھا الضَّآلِّیْنَ سے کون مراد ہیں؟ فرمایا نصارٰی (6)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ

1۔ سنن سعید بن منصور جلد 2، صفحہ 533، (77-176)، مطبوعہ ریاض
2۔ فضائل القرآن از ابو عبید، صفحہ 290، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 88،
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 61، (2329)

ﷺ وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے ایک شخص نے کہا یہ کون ہیں فرمایا یہ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ یعنی یہود ہیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ دوسرا طائفہ کن کا ہے فرمایا الضَّآلِّیْنَ یعنی نصاریٰ ہیں (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن شقیق کے طریق سے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ کے متعلق پوچھا تو فرمایا یہود ہیں میں نے پوچھا الضَّآلِّیْنَ سے کون مراد ہیں فرمایا نصاریٰ۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن شقیق عن رجل من بلعین عن ابن عم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ وادی القریٰ میں تھے میں نے پوچھا آپ کے نزدیک یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ (یہود ہیں) اور الضَّآلِّیْنَ نصاریٰ ہیں (2) سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں سعید بن منصور نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے مراد یہود ہیں اور الضَّآلِّیْنَ نصاری ہیں (3)۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، انہوں نے اسے حسن کہا ہے، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان نے اپنی صحیح میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ یہود ہیں الضَّآلِّیْنَ نصاریٰ ہیں (4)۔ احمد، ابوداؤد، ابن حبان، الحاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور طبرانی نے الشرید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے پاس سے نبی کریم ﷺ گزرے جبکہ میں اسطرح بیٹھا تھا کہ میرا بایاں ہاتھ میری پیٹھ کے پیچھے تھا۔ اور میں اپنے ہاتھ کی جڑوں پر سہارا لیے ہوئے تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ کی طرح بیٹھتا ہے (5)۔

امام ابن جریج نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے مراد یہود اور الضَّآلِّیْنَ سے مراد نصاریٰ ہیں۔ ابن جریج نے مجاہد سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے مراد یہود اور الضَّآلِّیْنَ سے مراد نصاریٰ ہونے میں مفسرین کا کوئی اختلاف میں نہیں جانتا۔

آمین کا ذکر

امام وکیع اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابومیسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا جبریل نے رسول اللہ ﷺ کو فاتحہ الکتاب پڑھائی پھر جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر پہنچے تو کہا کہو آمین تو آپ ﷺ نے کہا آمین۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں اس کو حسن کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت وائل بن حجر الحضرمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ پڑھا پھر آمین کہا اور اس کے ساتھ آپ آواز کو لمبا کرتے تھے (4)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے وائل بن حضرت حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 537، (179)　　2۔ تفسیر طبری زیرآیت ہذا، جلد 1 صفحہ 95-91

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 299، (7703)　　4۔ جامع ترمذی، جلد 1 صفحہ 34، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

جب آپ ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ کہا تو پھر رَبِّ اغْفِرْلِیْ آمِیْنَ کہا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا میں نے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں داخل ہوئے پھر جب سورۂ فاتحۃ الکتاب سے فارغ ہوئے تو تین مرتبہ آمین کہا(2)۔ امام ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ ﷺ نے وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہا تو امین کہا(3)۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا(4)۔

امام مالک، شافعی ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین، ملائکہ کی آمین سے موافقت کرے گی اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے(5)۔

امام ابو یعلی نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہ نے جید سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتا ہے اور اس کے مقتدی آمین کہتے ہیں تو آسمان اور زمین والے متوجہ ہوتے ہیں اور جس نے آمین نہ کہی وہ اس شخص کی مانند ہے جو کسی قوم کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا لیکن انہوں نے اپنے حصے (مال غنیمت) سے نکالے لیکن اس کا حصہ نہ نکلا، اس نے کہا میرا حصہ کیوں نہیں نکلا تو کہا تو نے آمین نہیں کہی(6)۔

امام ابوداؤد نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوزہیر النمیری سے روایت کیا ہے ان کو شرف صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں جب انسان دعا مانگے تو اس کا اختتام امین سے کرے کیونکہ آمین صحیفہ پر مہر کی مانند ہے اور فرمایا میں تجھے اس کے متعلق بتاؤں؟ ہم ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ہمارے پاس ایک شخص آیا جو سوال کرنے میں اصرار کر رہا تھا، نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے اور اس کی باتیں سنتے رہے پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس نے مہر لگائی تو اس نے واجب کر دیا ایک شخص نے پوچھا کس کے ساتھ مہر لگائے فرمایا آمین سے۔ کیونکہ اگر امین کے ساتھ مہر لگائی تو واجب کر دیا(7)۔ امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہود تمہاری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ آمین پر تم سے حسد کرتے ہیں(8)۔ ابن ماجہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود تمہاری کسی بات پر اتنا تم سے حسد نہیں کرتے جتنا کہ آمین پر تم سے حسد کرتے ہیں پس تم آمین زیادہ کہا کرو(9) ابن عدی نے الکامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود انتہائی حاسد

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 289، (2668) مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، (2667)
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 462، (854) مطبوعہ، بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 289، (2666)
5۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 34
6۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 229، مطبوعہ بیروت
7۔ شرح سنن ابوداؤد، جلد 4، صفحہ 200، (914) مطبوعہ مکتبۃ الرشید الریاض
8۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 464، (856) مطبوعہ بیروت
9۔ ایضاً، (859)

قوم ہے وہ تم سے تین چیزوں پر حسد کرتی ہے، سلام کا پھیلانا، صف کا سیدھا کرنا اور آمین (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہود حاسد قوم ہے وہ مسلمانوں پر تین چیزوں پر زیادہ حسد کرتے ہیں۔ سلام کا لوٹانا، صفوں کا قائم کرنا، اور فرضی نمازوں میں امام کے پیچھے انکا آمین کہنا۔

الحرث بن اسامہ نے اپنی مسند میں، حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تین خصال عطا کئے گئے ہیں مجھے نماز صفوں میں عطا کی گئی، مجھے سلام عطا کیا گیا جو اہل جنت کا سلام ہے، مجھے آمین عطا کیا گیا جو تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ حکیم ترمذی کے الفاظ یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے میری امت کو تین چیزیں عطا فرمائی ہیں جو ان سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائیں۔ سلام۔ یہ اہل جنت کا سلام ہے۔ ملائکہ کی طرح صفوف اور آمین مگر یہ کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو آمین کی سعادت عطا کی گئی تھی۔ الطبرانی نے الدعاء میں، ابن عدی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آمین مومن بندوں کی زبان پر رب العالمین کی مہر ہے۔

امام جو یبر نے اپنی تفسیر میں ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آمین کا کیا معنی ہے فرمایا: اے میرے پروردگار قبول فرما۔ ثعلبی نے کلبی کے طریق سے ابن صالح عن ابن عباس سے اس کی مثال روایت کی ہے۔ وکیع اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ہلال بن یساف اور مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آمین اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حکیم بن جبیر سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مستحب ہے کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اٰمِيْن کہا جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تو اس طرح کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو جو دعا تو چاہے اس سے مدد طلب کر۔

امام ابن شاہین نے السنۃ میں اسماعیل بن مسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ اٰمِيْن بِسْمِ اللّٰه تھا، اسماعیل کہتے ہیں حسن سے جب آمین کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کی تفسیر کیا ہے تو انہوں نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ اے اللہ قبول فرما۔ دیلمی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بسم اللہ پڑھی پھر فاتحۃ الکتاب پڑھی پھر آمین کہی تو آسمان میں ہر مقرب فرشتہ اس کیلئے استغفار کرتا ہے۔

1۔ الکامل از ابن عدی، جلد 4، صفحہ 229، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت